تفسیر احمد

سُورَةُ الغَاشِيَة

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الغاشیة» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورة الغاشية

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے اس کی 26 آیات ہیں

وجہ تسمیہ:

یہ سورت رب تعالیٰ کے فرمان "هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِؕ۝۱" سے شروع ہونے کی وجہ سے "غَاشِيَةِ" کہلائی، "غَاشِيَةِ" قیامت کے ناموں میں سے ایک ہے ، "غَاشِيَةِ" قیامت اور پوشیدہ کے معنی میں ہے، اس سورت کے تین نام ذکر کیے گئے ہیں:

1 - "الۡغَاشِيَةِ "

2 - "هَلۡ اَتٰىكَ"

3 - "هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعے کی نماز میں "سورة الاعلی" اور "سورة ا لغاشية" پڑھا کرتے تھے، "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ، وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ، قَالَ: وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ، فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ" (مسلم: 878)

چونکہ ان دو سورتوں کے معانی بہت اہم ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں بار بار آئیں اور محفوظ ہوجائیں، سورہ غاشیۃ کے تمام مضامین اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ سورت بھی ان سورتوں میں سے ہے جو بعثت کے ابتدائی ایام میں مکہ میں نازل ہوئی ہیں ، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نزول کے وقت ہی عام تبلیغ شروع کردی تھی اور اہل مکہ نے اسے عموماً سنا، مگر اس کی طرف توجہ نہیں دی۔

سورہ غاشیہ کے بحث کا محور:

سورہ غاشیہ کا محور آخرت اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں نقطہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

نظر کی اصلاح ہے، جو ایک بدیہی مسئلہ ہے، عقل اور روایت سے ثابت ہے، اسی طرح لوگوں کی زندگیوں میں آخرت پر ایمان کے اثرات اور اس اہم واقعہ کے بارے میں ان کا موقف جو صرف ایک بار رونما ہوتا ہے ، سورت کے نام کے ساتھ اس سورت کامحور جو غاشیہ ہے اور "غشا" کے مادے سے ہے، ایسے پردے کو کہتے ہے جو کسی چیز کو مکمل ڈھانپتا ہے، اس طرح که اس میں سے کچھ نظر نه آئے، اس لیے که "غَاشِيَةِ" قیامت کے ناموں میں سے هے، یه قیامت کے همه گیر هونے کو بتاتی هے۔

سورة الغاشية کا سورة الاعلی سے ربط و مناسبت:

ہم کہہ سکتے ہیں کہ سورہ غاشیہ سورہ اعلی کی مختصر تفسیر ہے، البتہ یہ سورت مؤمن و کافر کے احوال، جنت اور دوزخ کے بارے میں تھوڑا سا زیادہ بتاتی ہے، سورہ اعلی میں فرماتا ہے: "وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ﴿١٣﴾" (اعلی: 11 تا 13) سورة الغاشية اس کی تفسیر یوں بیان کرتی ہے: "عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقَى مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿٧﴾"(3 تا 7)سورة الغاشیہ مؤمنوں کی صفات کے بارے میں بتاتی ہے:"وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾"(8 تا 16) سورہ اعلی میں فرماتا ہے:"وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ﴿١٧﴾"(اعلی : 17)

سورة الغاشیہ کے الفاظ، آیات اور حروف کی تعداد:

اس سورت کا نام "الْغَاشِيَةِ" ڈھانپنے والی ہے، یہ نام سورت کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے، یہ سورت مکہ مکرمہ کے ابتدائی ایام میں نازل ہوئی ہے، "سورة الغاشیہ" مکی ہے سورة الذاریات کے بعد نازل ہوئی ہے، اس کا ایک (1) رکوع، چھبیس (26) آیتیں ، بیانوے (92) الفاظ ، تین سو چوراسی (384) حروف، اور دو سو سولہ (216) نقطے ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

(واضح رہے کہ قرآن کی سورتوں میں حروف کی تعداد گننے میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے تفسیر احمد سورۃ الطور ملاحظہ کریں)

سورۃ الغاشیہ کا خلاصہ:

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا "الْغَاشِيَةِ"ڈھانپنے کے معنی میں ہے، اور "غَاشِيَةِ" نام کا چناؤ قیامت کے لیے اس لیے ہے کہ اس کے خوفناک واقعات اچانک سب کو اپنے گھیرے میں لے لیں گے، سورہ غاشیہ کے مجموعی اور بنیادی مشتملات کا خلاصہ درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

1 - اس سورت کی پہلی آیت میں قیامت کے آنے سے متعلق بحث کی گئی ہے، کیونکہ اس دن کی سب سے واضح اور اہم خصوصیت اس کی ہمہ گیریت ہے، قیامت کا ابتدائی مرحلہ ہم سب جانتے ہیں کہ موت ہے، اور یہ عام بھی ہے، ، شاید انسان بہت سے دینوی مسائل ، حوادث اور واقعات میں شرکت سے انکار کرسکتا ہے، لیکن قیامت سے پہلے موت کے اہم واقعہ میں دوسروں کے ساتھ شرکت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ، سب کے سب موت میں شریک ہیں اور ان کو مرنا ہی ہے، البتہ موت کے وقت میں تقدیم اور تاخیر موجود ہے، کوئی جلدی موت کو گلے لگاتا ہے اور کوئی دیر سے، جبکہ موت بذات خود "غَاشِيَةِ"کی ایک قسم ہے البتہ چھوٹے پیمانے پر، آیات" 2 تا 7" ان میں لوگوں کے ایک گروہ کا حال بیان کیا گیا ہے جو قیامت کے دن ذلیل اور رسوا ہوں گے، کیونکہ وہ دنیا میں گناہوں کا ارتکاب کرکے اس ذلت و رسوائی کے مستحق قرار پائے۔
2 - آیات "8 تا 16" دوسرے گروہ کی حالت بیان کرتی ہیں جو اپنی دنیاوی کوششوں پر خوش اور فخر کرتے ہیں۔
3 - آیات "17 تا 20" آفاق کی نشانیوں پر دلالت کرتی ہیں جو ہدایت الہٰی کی عظمت کو ثابت کرتی ہیں۔
4 - آیات "21 اور 22" میں لوگوں کی رہنمائی کے سلسلے میں داعی اور مبلغ کے فرائض بتائے گئے ہیں کہ ایک دعوت دینے والے کی ذمہ داری کیا ہے۔
5 - آیات "23 تا 26" تک ان لوگوں کے انجام کا بیان ہے جو ہدایت سے منہ موڑ چکےہیں۔

سورت کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپ اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

مخالفت سے نہ تھکنا جو یہ جاہل عناصر آپ کے خلاف کررہے ہیں، بلکہ اپنا کام تسلسل سے جاری رکھیں۔

اے محمد! تو نصیحت کرنے والا اور ڈرانے والا ہے، انہیں نصیحت کرو اور بھولے ہوئے حقائق کی ان کو یاد دہانی کرواؤ اور ان کو یاد دلاؤ، اور ان کو یہ باور کرادو کہ انجام کار اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا ہے، اور پروردگار تم سے حساب لے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة الغاشيه

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِؕ ۝۱ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسۡقٰى
مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِيۡعٍ ۝۶ لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ ۝۷ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ
نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيۡهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيۡهَا سُرُرٌ
مَّرۡفُوۡعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِىُّ مَبۡثُوۡثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ اِلَى الۡاِبِلِ
كَيۡفَ خُلِقَتۡ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيۡفَ رُفِعَتۡ ۝۱۸ وَاِلَى الۡجِبَالِ كَيۡفَ نُصِبَتۡ ۝۱۹ وَاِلَى الۡاَرۡضِ كَيۡفَ
سُطِحَتۡ ۝۲۰ فَذَكِّرۡ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِمُصَيۡطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الۡعَذَابَ الۡاَكۡبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيۡنَاۤ اِيَابَهُمۡ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ ۝۲۶

سورت کا لفظی ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	شروع کرتاھوں اللہ کے نام سے جوبڑا مھربان نہایت رحم والاھے
هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ ۝۱	کیا تیرے پاس ڈھانپ لینے والے کی خبر پہنچی؟ (1)
وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲	اس روز بہت سے چہرے (والے) ذلیل ہوں گے (2)
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳	سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے (3)
تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴	دہکتی آگ میں داخل ہوں گے (4)
تُسۡقٰى مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵	وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے سے پلائے جائیں گے (5)
لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِيۡعٍ ۝۶	اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لیے کوئی کھانا نہیں (ہوگا)(6)
لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ ۝۷	جو نہ فربہی لائے گا نہ بھوک میں کچھ کام آئے گا (7)
وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸	بہت چہرے اس دن خوش و خرم ہوں گے (8)

(c) ketabton.com: The Digital Library

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ٩○	اپنے نیک اعمال پر شاداں ہوں گے (9)
فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ١٠○	عالیشان جنت میں ہوں گے (10)
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ١١○	جس میں وہ کوئی لغو بات نہیں سنیں گے (11)
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ١٢○	اس جنت میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے (12)
فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ١٣○	اس میں اونچے اونچے تخت ہیں (13)
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ١٤○	اور آب خورے (قرینے سے) رکھے ہوئے (14)
وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ١٥○	اور وہاں گاؤ تکیے ہیں برابر لگے ہوئے (15)
وَّزَرَابِىُّ مَبْثُوْثَةٌ ١٦○	اور وسیع و عریض قالین بچھے ہوئے (16)
اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ١٧○	کیا وہ اونٹوں پر نگاہ نہیں کرتے، وہ کیسے بنائے گئے ہیں!(17)
وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ١٨○	اور آسمان کو نہیں دیکھتے کیسے بلند کیا گیا ہے (18)
وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ١٩○	اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح (زمین پر مضبوط) کھڑے کیے گئے ہیں (19)
وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ٢٠○	اور (نہیں دیکھتے) زمین کو کہ کس طرح بچھائی گئی (20)
فَذَكِّرْ○ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ٢١○	اے پیغمبر! تو تم نصیحت کرتے رہو کہ تم نصیحت کرنے والے ہی ہو (21)
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ٢٢○	تم ان پر داروغہ نہیں ہو (22)
اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ٢٣○	ہاں جس نے منہ پھیرا اور نہ مانا (23)
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ٢٤○	تو خدا اس کو بڑا عزاب دے گا (24)
اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ٢٥○	بیشک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے (25)

(c) ketabton.com: The Digital Library

ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا حِسَابَهُمۡ۠ ۲۶ ○	پس ہماری ذمہ داری ہے ان سے حساب لینا (26)

مختصر تفسیر:

بابرکت آیات "1 تا 7" میں قیامت اور جہنم میں لوگوں کی حالت کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مھربان نہایت رحم والاھے
هَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ ؕ ۱ ○	کیا تیرے پاس ڈھانپ لینے والے کی خبر پہنچی؟ (1)

اے محمد! کیا آپ کے پاس قیامت کی خبر آچکی ہے جو اپنی ہولناکیوں کے ساتھ مخلوق پر چھا جائے گی؟

یہاں استفہام تشویق کا مطلب یہ ہے کہ اس خبر کو کان لگا کر سنیں، اور اس کو ہولناک اور ڈراونا بتا کر اس دن کو بڑا ظاہر کرنا مقصود ہے، یعنی ایک ایسی مصیبت جو تمام جہاں پر غالب آجائے گی، قیامت وہ دن ہے جو سب پہ آئے گا، کوئی مشتسنٰی نہیں ہے، اس دن کو "غَاشِيَةِ"کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سختی اور ہولناکی تمام لوگوں کو لپیٹ میں لےلیگی۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان آیات میں آخرت کے تمام مراحل، موجودہ نظام کے انہدام سے لے کرتمام انسانوں کے زندہ ہونے تک، اور تمام انسانوں کے لیے عدالت الہٰی سے حکم کے اجراء وغیرہ تمام مراحل کو، اور ایک ساتھ ہی ذکر کیا گیا ہے۔

سورة الحج میں "غَاشِيَةِ"کی تعریف اور تعبیر اس طرح کی گئی ہے:جب آئے گا اس کے ساتھ زلزلہ تو ایک شدید قسم کا جھٹکا ہو گا جو سب کو غافل، حیران اور پریشان کر دے گا، (يَوۡمَ تَرَوۡنَهَا تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ)(الحج : 2) ترجمہ: "(اے مخاطب) جس دن تو اس کو دیکھے گا (اُس دن یہ حال ہوگا کہ)تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی" (وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا)(الحج : 2) ترجمہ: "اور تمام حمل والیاں اپنا حمل گرادیں گی"

(c) ketabton.com: The Digital Library

(وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى)(الحج : 2) ترجمہ:"اور دیکھو گے لوگوں کو بے خود، نشے میں اور حیران ادھر اُدھر بھاگ رہے ہوں گے، کچھ معلوم نہیں کہ کس کام میں مشغول ہیں" (وَمَا هُمۡ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ۝۲)(الحج : 2) ترجمہ: "حالانکہ وہ بے خود اور نشے میں نہیں ہیں، بلکہ غاشیہ نے ایسے حالات پیدا کیےہیں، اور کوئی بھی اس حالت سے بھاگ نہیں سکتا".

مفسرین فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دن خوف، ڈر اور سختیاں لوگوں کو گھیر لینگی، اس کے حوادث اور یہ سختیاں عام ہوں گی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اس حالت کو "غَاشِيَةِ"سے تعبیر کیا گیا ہے۔

"غَاشِيَةِ"غشاء کے مادے سے ہے، ایسےپردے کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز

کو مکمل ڈھانپ لے، قرآن کریم میں لفظ غطاء بھی آیا ہےجو کہ غاشیہ ہی کا معنی دیتا ہے، لیکن معمولی فرق کے ساتھ"غشاء"نازک پردے کو کہتے ہیں اور غطاء موٹے اور ضخیم پردے کو، غشاء: گھیرنے والا، لپیٹنے والا اور ڈھانپنے والا۔

وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ۝۲	اس روز بہت سے چہرے (والے) ذلیل ہوں گے (2)

قیامت کے دن بہت سے چہرے اپنے بد اعمالیوں اورغلط کاموں کی وجہ سے خوار، ناامید، اور سیاہ ہوں گے، کیونکہ جب وہ عذاب دیکھیں گے تو پشیمانی ان کو گھیر لیگی، اور نقصان اٹھانے کا احساس کرلیں گے۔

حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: جب حضرت فاروق اعظمؓ ملک شام تشریف لے گئے، تو ایک عمر رسیدہ نصرانی راہب ان کے پاس آیا، اور اپنے مذہب کے مطابق عبادت، ریاضت اور محنت میں مشغول ہوگیا، اس محنت کے اثر سے اس کا چہرہ متغیر ہوگیا تھا، اس کا جسم کمزور تھا اور اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے، جب فاروق اعظم نے اسے دیکھا تو رونے لگے، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس بوڑھے پر ترس آتا ہےکہ جس مقصد کے لیے محنت اور مشقت کی ہےوہ اللہ کی رضا ہےجسے یہ حاصل نہیں کرسکا، تب حضرت فاروق ؓ نے یہ آیت تلاوت کی: "وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ "(قرطبی) "خَاشِعَةٌ" ذلیل اور بُری حالت ہوگی،

(c) ketabton.com: The Digital Library

پریشان، خوار، "وُجُوْہٌ" (چہرہ) بیان کیا ہے مگر اس سے مراد(اصحاب وجوہ) چہرے والے ہیں۔

یہ آیت پہلی والی آیت "الْغَاشِيَةِ"کی تفصیل ہے کہ گنہگاروں کے چہروں کے بارے میں بتایا ہے جو ان کے دل اور اندرونی احساس کو ظاہر کریں گے، اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ کس طرح جھکے ہوئے، شرمندہ اور پریشان حال ہوں گے، "غَاشِيَةِ"کے گھیرنے کی وجہ سے ان کی فکرمندی ان کے چہروں سے عیاں ہوگی، اور وہ چہرے ذلیل و رسوا ہوں گے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳	سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے (3)

(دنیا میں) وہ مسلسل عمل کرتا رہا(اور) تھک گیا (چونکہ وہ صحیح راستے پر نہیں تھا، اس نے کوئی نتیجہ نہیں دیکھا) مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت کافروں سے متعلق ہے، وہ زنجیریں اور طوق کھینچتے ہوئے تھک جائینگے جیسے اونٹ کیچڑ میں دھنستا ہے، اسی طرح وہ آگ میں دھنس جائینگے، وہ اونچی اور نیچی جگہوں اور دروں میں اوپر نیچے جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ غافر میں فرماتا ہے:(اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝۷۱ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝۷۲) ترجمہ:"جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونک دئیے جائیں گے۔"

یہ ان کےاس تکبر کا بدلہ ہے جو دنیا میں کرتے تھے، اور دنیاوی لذتوں اور بے مقصد خواہشات میں غرق ہونے کی سزاء ہے۔

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴	دہکتی آگ میں داخل ہوں گے (4)

وہ آگ کہ جو جسم کی کھال کو جھلساتی ہے، وجود کے اعضاء کو پگھلاتی ہے، نہ انہیں کوئی رعایت ملے گی اور نہ اس کے عذاب سے نجات پائیں گے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ:جہنم کی آگ تیزہوگی اوراللہ تعالیٰ کےدشمنوں پربھڑکےگی، (خازن:237/4)

"تَصْلٰى" آگ میں داخل ہوں گے اور اس میں جلیں گے(انشقاق:12، اعلیٰ:12)

(c) ketabton.com: The Digital Library

"حَامِيَةً"حد سے زیادہ گرم اور جلانے والی(قاسمی)

"حَامِيَةً" :

1 - کبھی بھی نہیں بجھے گی بلکہ ہمیشہ جلتی رہے گی۔
2 - دنیا کی آگ کی طرح نہیں کہ کبھی گرم، کم اور زیادہ ہو یا مکمل طور پہ بجھ جائے۔
3 - آگ تمام جہتوں اور اطراف سے گھیرے ہوگی۔
4 - قیامت کے دن آگ سے ایک گردن اٹھے گی اور بولے گی اور کافروں کو پکارے گی۔

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ؕ○	وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے سے پلائے جائیں گے (5)

ایسے گرم اور کھولتے ہوئے چشمے کے پانی سے پئیں گے کہ جس کی حرارت جوش مارنے کی وجہ سے آخری حد کو پہنچی ہوئی ہوگی، یعنی اہل جہنم جب بھی مدد یا پانی مانگیں گےتو انہیں"اٰنِيَةٍ" چشمے سے گرم اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، جس کی گرمی کی وجہ سے ان کی آنتیں کٹ جائیں گی اور اس کے جلنے کی شدت سے ان کے چہروں کا گوشت گرجائے گا، ایک ایسا چشمہ جس کا پانی زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت کو پہنچ چکا ہوگا، (وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ○) ترجمہ:"اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا"

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ○	اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لیے کوئی کھانا نہیں (ہوگا)(6)

یعنی جہنمیوں کے لیے ضریع کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا، ضریع ایک کانٹے دار پودا ہے جس کا ذائقہ تلخ ہوگا وہ ان کو دیا جائے گا، کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تھی چنانچہ اب وہ تمام نعمتوں سے محروم رہیں گے،دنیا میں جانوروں جیسی زندگی گزارتے تھے، چنانچہ ان کا کھانا خاردار اور کڑوی جھاڑیاں اور پودے ہو نا چاہیے، اس کے بعد کہا گیا کہ یہ کڑوے اور کانٹے دار گھاس پھوس میں سے ہے جو نہ کسی کو موٹا کرے گا اور نہ بھوک مٹائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس مبارک آیت میں فرمایا ہے: ان کا کھانا ضریع ہے: "لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ" جبکہ سورہ حاقہ آیت (36) میں فرماتا ہے: "وَّلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝٣٦" یہ دونوں متضاد نہیں ہیں، کیونکہ عذاب کی مختلف صورتیں اور اقسام ہیں، اور گنہگار بھی مختلف ہیں، بعض کا کھانا زقوم ہے اور ایک گروہ کا کھانا ضریع اوربعض کی خوراک غسلین ہے، اس ترتیب سے عذاب کی مختلف انواع اور صورتیں ہیں۔

ضریع کیا ہے؟

اس بارے میں مفسرین کرام نے مختلف تفسیریں بیان کی ہیں، مفسرین میں سے بعض نے کہا:ضریع خاردار جھاڑی کی ایک قسم ہےجو زمین میں چھپکی ہوئی ہے، ایک زہریلی گھاس ہے کہ کوئی جانور اس کے قریب نہیں جاتا، اور یہ کانٹے دار گھاس جب تازہ ہو تو قریش والے اسے "شبرق" اور جب سوکھ جاتی ہے تو"ضریع" کہتے ہیں۔

خلیل علماء لغت میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ: "ضریع" ایک سرسبز اور بدبودار گھاس ہے جو سمندر سے باہر آتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ "ضریع" کی تعریف میں لکھتے ہیں: یہ آگ کا درخت ہے اگر دنیا میں ہو تو جو کچھ اس میں ہے سب جلا دے گی۔

قتادہ کہتے ہیں کہ: کھانے کی سب سے بدترین، ناپاک اور بُری چیز ہے (مختصر:632/3)

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: "ضریع"ایک چیز ہے دوزخ میں، کانٹے کی طرح، گھیکھوارسے زیادہ کڑوا اور مردار چیز سے زیادہ بدبودار، آگ سے زیادہ جلانے والا، خدا نے اس کا "ضریع" نام رکھا ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے: کہ "ضریع"ایک گھٹیا قسم کا کھانا ہے جو جہنم والے اس سےبچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں تضرع اور عاجزی اختیار کریں گے، یہ کھانا نہ ان کو فربہ کرے گا نہ ان کی بھوک مٹانے میں کوئی اثر رکھے گا، جیسا کہ فرماتا ہے:

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝٧	جو نہ فربہی لائے گا نہ بھوک میں کچھ کام آئے گا (7)

(c) ketabton.com: The Digital Library

(ایسا کھانا نہیں ہے کہ جو جسم کو تقویت پہنچائے یا بھوک مٹائے، یہ غذا کانٹے دار، خشک، اور زہر آلودہے جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک کا احساس ختم کرے گا، بلکہ اس برعکس درد میں اضافہ اور بیماری کو بڑھائے گا)

علماء نے کہا ہے:کہ یہ ایک قسم کی غذا ہے جو حلق میں اٹک جاتی ہے اور بذات خود ایک قسم کا عذاب ہے۔

جنہوں نے اس دنیا میں ہر طرح کے لذیذ، مرغّن اور عمدہ کھانے ظلم و جبر اور دوسروں کے حقوق کی ماپالی کے ذریعےحاصل کیےاور محروموں کو حلق میں اٹکنے والے اور ناگوار کھانوں کے علاوہ کسی چیز کا استعمال نہ کرنے دیا، ان کے لیے وہاں ایسا ہی تکلیف دہ کھانا ہونا چاہیے۔

"يُسۡمِنُ"سَمَنْ کے مادے سے ہے، موٹے ہونے کا معنی دیتا ہے، اس کی ضد هُزال ہے، یعنی لاغر ہونا، گھی کو سَمن کہتے ہیں، شاید اس لیے کہ یہ بھی انسان کے موٹے ہونے کا ایک سبب ہے۔

محترم قارئین!

واضح رہے کہ سابقہ آیات میں قیامت اور خوش نصیبوں، بدبختوں کے گروہ اور ان کے مقام اور ان کی جزاء اور سزاء پر بحث کی گئی ہے۔

بابرکت آیات 8 تا 28 میں ہمارا عظیم رب اپنی قدرت اور وحدانیت کے دلائل بیان کرتا ہے، اور وہ تنبیہ کرتا ہے کہ وہ بلند آسمان، وسیع زمین، اونٹوں کی حیرت انگیز تخلیق، پہاڑوں اور چیزوں کو دیکھیں اور اچھی طرح سوچیں اور خدا کی شان و عظمت کو یاد کریں۔

اسی طرح ان آیات میں نیک اور مخلص مؤمنوں کی حالت اور اہل جنت کی بے مثال نعمتوں کی توصیف و تعریف بیان کرتا ہے۔

وُجُوهٌ يَوۡمَئِذٖ نَّاعِمَةٞ ۝٨	بہت چہرے اس دن خوش و خرم ہوں گے (8)

اس آیت مبارکہ میں جنتیوں کی توصیف و تعریف اور ان کے چہروں کے بارے میں بحث کی گئی ہے، بہت سے چہرے اس دن شاداب، تر و تازہ اور خوش و خرم ہوں گے، جیسا کہ فرماتا ہے:(تَعۡرِفُ فِي وُجُوهِهِمۡ نَضۡرَةَ النَّعِيمِ ۝٢٤)(مطففين)اس کے برعکس دوزخیوں کے چہرے اس دن ذلیل و خوار

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوں گے۔

"نَّاعِمَةٌ"کی بنیاد "نعمة"ہے یہاں مراد وہ چہرے ہیں جو نعمتوں سے بھرے ہوئے اور خوش نما روشن ہوں گے، حقیقت یہ ہے کہ: واقعی خوشی چہرے سے عیاں ہوتی ہے، یہ چہرے خوش نصیبوں اور اچھے لوگوں کے ہوں گے، وہ لوگ جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور دنیا میں بھی وہ مقام رکھتے ہیں، لیکن در حقیقت اس دنیا میں وہ اپنی آخرت کے لئے کوشش کرتے ہیں، دوسرے الفاظ میں وہ دنیا کو ایک پُل سمجھتے ہیں جسے عبور کرکے آخرت میں پہنچ جاتے ہیں، اور پُل کو بھی ایسا مضبوط بنائیں کہ جلدی نہ گرے، تاکہ ہم خود بھی اسے عبور کرلیں اور دوسرے بھی عبور کرسکیں۔

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ۹	اپنے نیک اعمال پر شاداں ہوں گے (9)

ان چہروں کی صفت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی کوششوں سے (دنیا میں کیے ہوئے نیک اعمال سے) مطمئن اور خوش ہیں، یعنی: دنیا میں انہوں نے جو عمل کیے ہیں اس سے راضی ہیں، کیونکہ انہیں اس کا اطمینان بخش اجر ملا ہے۔

جہنمی لوگ جنہیں تھکاوٹ اور تکالیف کے سوا ان کی کوشش کا اور کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور "عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ۳" تھے، ان کے برعکس جنتی لوگ اپنی کوششوں کے نتائج کو بہترین انداز میں دیکھیں گے، اور مکمل خوش اور راضی ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی روشنی میں جن کوششوں کو بڑھا چڑھا کر کبھی دس گنا، کبھی سات سو برابر، اور کبھی اس سے بھی زیادہ ملے گا، اور کبھی اس کا بے حساب اجر پائیں گے: (اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۱۰)(الزمر) انہوں نے اپنی زندگی خلوص نیت کے ساتھ صرف اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گزاری اور اپنی زندگی کے اوقات اور لمحات کا بہترین استعمال کیا، انہوں نے بہترین وقت پر بہترین کام کیے اور بہترین حالت پائی جو بلندجنتوں میں ہے، پھر اس معاملے کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے: وہ بہت ہی اعلی جنت میں ہیں۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ۱۰	عالیشان جنت میں ہوں گے (10)

(c) ketabton.com: The Digital Library

"عَالِيَةٍ" کا لفظ ممکن ہے"علو مکانی"کی طرف اشارہ ہو، یعنی وہ اعلی طبقات میں ہوں گے، یا "علو مقام" ہے، مفسرین کے نزدیک دونوں احتمال ہیں، لیکن دوسری تفسیر زیادہ مناسب لگتی ہے، اگرچہ دونوں معانی کے درمیان تطبیق بھی کی جاسکتی ہے، کیونکہ جنت کے درجات ہیں جیسا کہ دوزخ کے درکات و طبقات ہیں۔

"عَالِيَةٍ":

1 - جنتی اور مکانی: جنت بلند مقام پر اور ساتوں آسمانوں کے اوپر واقع ہے۔
2 - معنوی: اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ باوقار اور مرتبے والے ہیں۔
3 - درجات: جنت درجے درجے اور منزلیں رکھتی ہے۔

جو جنت عالی شان اور بلند درجے والی ہے وہاں ہر کوئی نہیں پہنچتا، مگر جو اچھے اعمال والا اور ایمان والا ہو وہی پہنچے گا، اس کے بعد اس جنت کی ایک اور تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے جس کا ایک روحانی اور معنوی پہلو بھی ہے، فرمایا:

لَّا تَسۡمَعُ فِيهَا لَٰغِيَةٗ ١١	جس میں وہ کوئی لغو بات نہیں سنیں گے (11)

ایسے کوئی الفاظ نہیں جو نفاق، دشمنی، جنگ و نزاع، بغض و حسد، جھوٹ، غیبت، تہمت، حتی کہ لغو اور کوئی بے فائدہ بات بھی نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نہ کوئی اذیت دینے والی کوئی بُری بات کانوں سے ٹکرائی گی، نہ کوئی باطل اور بیہودہ بات (تفسیر طبری:104/30)

کتنا پر سکون ہوگا وہ ماحول جو ان باتوں سے پاک ہوگا، اگر صحیح طور پر غور کیا جائے تو دنیا کی زندگی میں گھٹن کا ایک بڑا حصہ ایسے الفاظ کا سننا بھی ہے جو روح کے سکون اور معاشرتی نظام کو درہم برہم کرتے ہیں، اور فتنوں کی آگ بھڑکاتے ہیں، نہیں بھولنا چاہئیے کہ جو لوگ دنیا میں لغو سے دوری اختیار کرتے ہیں، آخرت کے گھر میں لغو سے پاک ماحول میں رہیں گے، جنت میں نہ صرف لغو نہیں بلکہ ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو کسی نہ کسی طریقے سے لغو کا سبب بنے۔

اس بنا پر دنیا میں اگر ہماری مجلسوں اور محفلوں کا اس طرح انتظام ہوکہ اس میں کوئی لغو اور بیہودہ بات نہ کی جائے تو وہ مجلس جنت والی مجلس

(c) ketabton.com: The Digital Library

جیسی ہوگی، اور انشاءاللہ اُس دنیا میں بھی کوئی لغو اور بیہودہ بات نہیں ہوگی، اس روحانی نعمت اور روحانی سکون کے ذکر کے بعد اللہ جنت کی چند مادی نعمتوں کا بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢	اس جنت میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے (12)

جنت میں صاف اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ ایک خوشگوار اور صاف بہتا ہوا چشمہ ہے جو تیزی سے باہر نکلتا ہے، اور یہ اہل ایمان کے لیے باعث اعزاز ہے، اس کے جاری ہونے اور نکلنے کی جگہ جنت الفردوس ہے، اور کستوری کے پہاڑوں سے بہتا ہوا آتا ہے۔

"عَيْنٌ"یہ اسم جنس ہے، یعنی اس میں جاری اور بہتے ہوئے چشمے ہیں، جہاں چاہیں گے انہیں لے جائیں گے ۔

زمحشری کہتے ہیں کہ:"عَيْنٌ"کی تنوین تکثیر کے لیے ہے، یعنی اس میں بہت سارے چشمے ہیں (آلوسی:115/30) جنت میں مختلف نہریں مختلف ذائقوں کے ساتھ بہتی ہیں(پانی، دودھ، شہد، شراب، سَلْسَبِيل)

اس جاری پانی کی آواز انہیں سکون دے گی، اور پانی کو دیکھنے سے ان کی فرحت دوگنی ہوجایا کرے گی۔

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝١٣	اس میں اونچے اونچے تخت ہیں (13)

قدر و منزلت کے اعتبار سے بھی اور مقام اور موقع کے لحاظ سے بھی، "سُرُرٌ" سریر کی جمع ہے، جس کا اصل "سرُور" ہے، ایسے تخت کا معنی دیتا ہے جو محبت اور خوشی والی مجالس میں ہوتا ہے، جنتی اس پر بیٹھے ہوئے ہوں گے، اور حوریں ان کے سامنے فرمانبرداری کا مظاہرہ کریں گی، (مختصر:633/3)

یہ تخت اس لیے اونچے اور بلند ہیں تاکہ جنتی اپنے اردگرد کے تمام مناظر سےلطف اندوز ہوتے رہیں۔

یہ احتمال بھی ہے کہ ان تختوں کی توصیف جو "مَّرْفُوعَةٌ" سے کی گئی ہے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ ان تختوں کا شمار مہنگے ترین تختوں میں ہو،

(c) ketabton.com: The Digital Library

جیسا کہ ان تختوں کی توصیف اور تعریف میں بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ تخت سونے کے ٹکڑوں سے بنائے گئے ہیں، اور زبرجد کے پتھر، موتی اور یاقوت کے پتھر سے مزین کیے گئے ہیں۔

"سُرُرٌ"سریر کی جمع وہ تخت ہے جس پر بیٹھتے ہیں یا سوتےہیں۔

"مَّرۡفُوۡعَةٌ"رفع کے مادے سے ہے، کسی چیز کو مادی لحاظ سے یا معنوی اعتبار سے اونچا کرنا، رافعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے جس کا ذکر سورہ واقعہ میں ہوا ہے، چونکہ جنت کے اس دلنشین اور پاک صاف مشروب پینے کے لیے برتن اور گلاس کی ضرورت بھی ہوگی، اس لیے بعد والی آیت میں فرماتا ہے:

وَّاَكۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَةٌ ۱۴	اور آب خورے (قرینے سے) رکھے ہوئے (14)

ان چشموں کے کنارے خوبصورت جام رکھے ہوں گے، جب بھی پینے کا ارادہ کریں گے وہ جام خود بھر کے ان کے سامنے پیش ہوجائیں گے، لذت والے تازہ بہ تازہ مشروبات پی کر سیراب ہوں گے، ایسی لذت جس کی تعریف دنیا والوں کے لیے ناممکن ہے۔

"اَكۡوَابٌ"(کوب) کی جمع بہ معنی پیالہ اور جام کے ہےجس کے دستے ہوں، اس نکتے کی طرف توجہ دیناضروری ہے کہ قرآن کریم میں جنتیوں کے شراب طہور کے ظروف کے بارے میں مختلف تعبیریں آئی ہیں، اس مقام پر اور بعض دوسری آیت میں لفظ "اکواب" ذکر ہوا ہے۔

سونے اور چاندی کے پیالے آسمانی مشروب سے بھرے جائیں گے:(لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُوۡنَۙ ۱۹) (الواقعہ: 19) جس کے پینے سے نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ مدہوش ہوں گے، ان کے لیے رکھے گئے ہیں تاکہ وہ جب بھی مشروب پینا چاہیں تو اپنے ہاتھوں سے لے کر پی لیں، یاکہ غلام ان پیالوں سے انہیں پلائیں، یہ جنتیوں کے پینے کی ایک قسم ہے،اب جنت کی نعمتوں کی مزید تفصیلات بیان ہورہی ہیں، فرمایا:

وَّنَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ۱۵	اور وہاں گاؤ تکیے ہیں برابر لگے ہوئے (15)

(c) ketabton.com: The Digital Library

"نَمَارِقُ"(نمرقہ) کی جمع ہے، اس سے مراد ریشم اور نرم و نازک سا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تکیہ ہے جو کمر کے پیچھے رکھتے ہیں، قطار میں لگے ہوئے اور ترتیب دیے گئے ہوں گے، جن پر اہل جنت ٹیک لگائیں گے، جو عام طور پر مکمل آرام کے وقت استعمال ہوتے ہیں، اور وہ تھکاوٹ جو الله اور اس کے دین کی خاطر دنیا میں برداشت کی تھی دور کریں گے۔

"مَصۡفُوۡفَةٌ" کا لفظ ان کی تعداد اور ترتیب کو ظاہر کرتا ہے، اس تعبیر سے پتا چلتا ہے کہ وہ پر خلوص اجتماعی مجلسیں منعقد کریں گے، اور یہ اجتماعات ہر قسم کے لغو اور بیہودگی سے پاک ہوں گے ، صرف اور صرف الله تعالیٰ کے فضل اور بے شمار نعمتوں اور دنیا کے درد اور الم آخرت کے عذاب سے نجات کے بارے میں باتیں ہوں گی، اور اس میں ایسا لطف اور لذت ہوگی کہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے، پھر عالیشان جنتی قالینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَّزَرَابِيُّ مَبۡثُوۡثَةٌ ۝١٦	اور وسیع و عریض قالین بچھے ہوئے (16)

"زَرَابِيُّ" (زربیةٌ) کی جمع ہے، یہ پر تعیش اور قیمتی نرم آرام دہ قالین کو کہتے ہیں جو ریشم کے ہوں گے اور اس کے ساتھ قیمتی اور مہنگے ہوتے ہیں، اس میں نرم، پتلی اور نازک مخمل ہوتی ہےاور یہ جنتیوں کی مجالس میں زیادہ تعداد میں پائے جائیں گے۔

"مَبۡثُوۡثَةٌ" ہر جگہ پھیلے ہوئے ،یعنی قالین جو زمین پر بچھے ہوئے ہوں گے اور ان قالینوں کو دیکھ کر ان کی آنکھوں کو سکون ملے گا، یہ جنتیوں کے ایک منظر کا مختصر خلاصہ تھا جو رغبت کرنے والوں کی یاد دہانی اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت تھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ: جنت ایسی جگہ ہے جو ہر لحاظ سے بے مثال، ہر قسم کی تکلیف اور جنگ و جدال سے پاک، مختلف رنگ و انواع کے پھل، دلکش آوازیں، بہتے ہوئے چشمے، پاک صاف مشروب، بہترین خدمت کرنے والے ملازم، بے مثال بیویاں، جڑے ہوئے اور پرآسائش قالین، اور دلچسپ پیالے اور آب خورے چشموں کے کنارے رکھے ہوئے ، درحقیقت ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو اس دنیا کے محدود الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتیں اور تخیلی علم میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھی سمجھائی نہیں جاسکتی، یہ سب ان مؤمنوں کے لیے ہیں جنہوں نے اپنے اعمال صالحہ سے اس مرکز الٰہی میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کی ہوگی۔

اس کے بعد والی آیات میں تمام نعمتوں کی اصل کلید کو حاصل کرنے کے لیے جو "اللہ تعالیٰ کی معرفت" ہے کے بارے میں بات کی گئی ہے، اور خدا کی قدرت کے مظاہر کی چار مثالیں خدا کی تخلیق سے ذکر کرکے انسان کو ان کے مشاہدہ کی دعوت دی گئی ہے جو جنت میں داخل ہونے کا راستہ دکھاتی ہیں، اس ضمن میں، خدا کی لامحدود طاقت کی طرف اشارہ ہے جو قیامت کے مسئلےکو حل کرنے کی کلید ہے۔

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ۟ۙ۱۷	کیا وہ اونٹوں پر نگاہ نہیں کرتے، وہ کیسے بنائے گئے ہیں!(17)

یعنی: لوگ غور و فکر اور عبرت کی نگاہ سے اونٹ کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل اور جسمانی ہیئت اس قدر شاندار طریقے سے بنائی، جس سے خالق کی قدرت اور صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔

"التہسیل" میں ہے کہ: اس آیت میں انسان کواونٹ میں غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے ، کیونکہ باوجود اس کے کہ وہ ایک مضبوط اور طاقتور جانور ہے، اور انسان ضعیف اور بے بس پھر بھی انسان اس پر سوار ہوکر اسے چلا کر لیجاسکتا ہے، یہ جانور بھوک اور پیاس کے معاملےمیں بہت برداشت رکھتا ہے، اس کے بے شمار اور متعدد فائدے ہیں، انسان اس پر بوجھ لاد کر اس پر سوار ہوتا ہے، اور اس کے دودھ اور گوشت سے فائدہ اٹھاتا ہے، اونٹ عرب کے بہترین جانوروں میں سے ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا ہے، اور تمام حیوانات سے زیادہ فائدہ مند بھی ہے، اس وجہ سے اس کو "صحرا کی کشتی" کہا جاتا ہے، تو پھر اس کی تخلیق کی طرف دیکھیں کہ وہ بہت طاقتور بہت مفید ہے، (التسہیل:196/4)

قابل غور بات یہ ہے کہ: یہ آیت ان لوگوں کے لیے ایک سرزنش ہے جو قیامت کو نہیں مانتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق نہیں کرتے، اور اس مبارک آیت کا مطلب بھی لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حیرت انگیز تخلیقات کے بارے میں غور و خوض کریں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

آیت "17" کا سبب نزول:

ابن جریر اور ابن ابی حاتم قتادہ سے روایت کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کی تعریف کی تو گمراہ لوگ متعجب ہوئے، پس یہ آیت نازل ہوئی: (اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ﴿۱۷﴾) ترجمہ: "کیا وہ اونٹوں پر نگاہ نہیں کرتےکہ وہ کیسے بنائے گئے!"

وَاِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ﴿۱۸﴾	اور آسمان کو نہیں دیکھتے کیسے بلند کیا گیا ہے (18)

یعنی کیا وہ عبرت کی نظر سے نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ کی خالص اور مضبوط تخلیق کی طرف کہ (ان کے لیے محفوظ چھت) اٹھائی گئی ہے (جو گرتی نہیں؟)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو آسمان کی تخلیق پر سوچنے اور توجہ کرنے کی ترغیب دی ہے جو بغیر کسی ستون اور خلل کے اور کسی بے ترتیبی کے اٹھایا گیا ہے۔

وَاِلَی الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ﴿۱۹﴾	اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح (زمین پر مضبوط) کھڑے کیے گئے ہیں (19)

(اور زمین کی حفاظت کرتےاور اسے ہلنے سے روکتے ہیں)

یہ پہاڑ جو شان و شوکت کے ساتھ کھڑے ہیں، اورکیلوں کی طرح زمین کو جمائے رکھتے ہیں، وہ ہوا، طوفان اور آندھی کو روکتے ہیں اور سمندروں کو طغیانی سے بچاتے ہیں، شہادت کی انگلی کی طرح ہر پہاڑ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گوہی دیتا ہے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ ان تین مذکورہ بالا آیات میں ایک روح پرور سبق بیان کیا گیا ہے کہ بہترین تعلیمی اداروں میں بھی اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

ایک چرواہا اور ایک کسان اگر وسیع و عریض چراگاہ میں اپنےمویشی چرا رہا ہوتا ہے تو اس کے پیروں کے نیچے زمین اور سر کے اوپر آسمان اور چاروں طرف پہاڑ اور اس کے برابر میں اونٹ ہیں، اگر ان مخلوقات میں سے کسی ایک کی تخلیق پر گہری نگاہ ڈالے تو بہت سارے راز اس پر کھل جائیں گے، مثال کے طور پر اونٹ گھوڑے سے زیادہ تیز دوڑتا ہےاور گدھے سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے، اور حیوانات میں سے بعض سواری کے لیے، اور بعض گوشت کے لیے اور بعض دودھ کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ اونٹ سے یہ تینوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

اس کی دیکھ بال کرنے پر کسی بھی قسم کی مشکلات کا سامنا نہیں ہوتا، کیونکہ جب صحرا میں چھوڑے جائیں تو حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی،ان کی غذا ہاتھی اور دوسرے حیوانات کے جیسی نہیں ہے کہ اس کا حاصل کرنا مشکل ہو۔

سعودی عرب کے صحراؤں میں پانی بہت کم ہوتا تھا، ہمیشہ اور ہر جگہ نہیں ملتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اونٹ کے پیٹ میں پانی ذخیرہ کرنے والا ٹینک بنایا ہے، کہ ایک مرتبہ پانی پینے سے سات یا آٹھ دن کا پانی ذخیرہ کرلیتا ہے، پھر حسب ضرورت اسے استعمال کرتا ہے، اس بلند قامت حیوان میں سوار ہونے کے لیے سیڑھی کی ضرورت، تھی، لیکن رب تعالیٰ نے اس کے پاؤں کے تین جوڑ بنا دیے کہ ہر پاؤں میں دو گھٹنے ہیں، اسے سمیٹ کر بیٹھ جاتا ہے تاکہ اس پر سوار ہونا اور اترنا آسان ہو، اور یہ اتنا محنتی ہے کہ تمام جانوروں سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے۔

عرب کے بیابانوں میں موسم گرما میں سفر کرنابہت مشکل تھا،خدا نے اونٹ کی ایسی تخلیق کی ہے کہ ساری رات چلتا رہتا ہے، یہ سب سے مضبوط، سب سے کم خرچ، سب سے زیادہ مفید، پرسکون، اور سب سے کامیاب جانور ہے، اور اتنا فرمانبردار ہے کہ ایک چھوٹا بچہ بھی اس کا لگام پکڑ کر جہاں چاہے اسے لے جاسکتا ہے، اس کے علاوہ اس میں دوسری خصوصیات بھی ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت بالغہ کا درس دیتی ہیں۔

آسمانوں ، پہاڑوں اور زمینوں کی تخلیق اتفاقی نہیں ہے بلکہ بڑی حکمت کے ساتھ پیدا کیے گئے ہیں، اور اپنی صحیح جگہ پر رکھے گئے ہیں، ہر نعمت میں ایک نمایاں سمت ہے، (اونٹ میں تخلیق کی، آسمان میں بلندی کی، زمین میں وسعت کی اور پہاڑوں میں زمین کا توازن برقرار رکھنے کی)

آسمان، کرے، کروں کے مدار، ان کی ترتیب اور حساب، جن میں ہر روز عجائبات کا ایک نیا گوشہ دریافت ہوتا ہے، مطالعہ، دریافت اور غور و فکر کے مستقل میدان ہیں، زمین کے قلب میں پہاڑاور ان کی جڑیں کیلوں اور زنجیر کی کڑیوں کی طرح زمین کے اندر گندھک چونا اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والے لاوا کے نتیجے میں زمین میں پیدا ہونے والی جنبش عدم

(c) ketabton.com: The Digital Library

استحکام اور بے چینی سے زمین کی حفاظت کرتے ہیں، برف کو اپنے اندر ذخیرہ کرکے ترتیب کے ساتھ چشموں کی صورت بہاتے رہتے ہیں، وہ طوفان کو روکتے ہیں، اور ہوا کو صاف کرتے ہیں، یہ ہر قسم کی کانوں اور صنعتی مواد اور قیمتی معدنیات جیسے یہ مسافروں کے لیے نشانیاں اور پودوں کو اگانے اور ان کی پرورش کی جگہ ہے۔

مختلف قیمتی اور آرائشی پتھروں جیسے عقیق یا تعمیراتی پتھر جیسے سنگِ مرمر کے ذریعے بنی نوع انسان کے لیے ایک لازوال سرمایہ ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ان آیات میں کھیتی باڑی، صنعت زراعت کے ساتھ ساتھ خلائی امور جیسے مسائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝٢٠	اور (نہیں دیکھتے) زمین کو کہ کس طرح بچھائی گئی (20)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نشانیوں کی یاد دہانی کراتا ہے، اور انسان سے کہتا ہے کہ کس طرح زمین بچھائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیتوں میں: (آل عمران:19 ؛ بقرہ:164 ؛ روم:22 ؛ جاثیہ:3 ؛ عنکبوت:44 ؛ یونس:3؛ عنکبوت:61 ؛ غافر:57 ؛ ذاریات:47-48 ؛ انبیاء:32؛ رعد:2) آسمان اور زمین کو اپنی قدرت کے نشانیوں میں شمار کیا ہے، آسمانی کرّوں اور کہکشاؤں کی عظمت، وسعت اور ان کا لاتعداد ہونا خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت کی سب سے واضح نشانی ہے۔

فَذَكِّرْ ۝ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝٢١	اے پیغمبر! تو تم نصیحت کرتے رہو کہ تم نصیحت کرنے والے ہی ہو (21)

"مُذَكِّرٌ" آپ انہیں توحید کی نعمت اور اس کے دلائل یاد دلائیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ اپنی ذمہ داریاں نبھائیں، قرآن کی آیات اور مخلوقات کی تخلیق کی دلیلوں سے لوگوں کو نصیحت کرتے رہیں، لوگوں کو نعمتوں کی اقسام اور عذاب کے ایام بھی یاد دلاتے رہیں، کیونکہ آپ ؐ کی ذمہ داری صرف نصیحت کرنا ہے۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝٢٢	تم ان پر داروغہ نہیں ہو (22)

کہ ان کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور کردو، آپ کی ذمہ داری صرف پیغام

(c) ketabton.com: The Digital Library

پہنچانا ہے، آپ کا فریضہ یہ نہیں ہے کہ انہیں جبر اور اکراہ کے ساتھ ایمان والوں میں شامل کردو اس لیے کہ ہدایت قبول کرنا اجباری نہیں بلکہ اختیاری ہے، اگر اجباری ہوتا تو ایمان کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ ایمان کا مطلب امن تک پہنچنا ہے، اور یہ زبردستی اور ناپسندیدگی سے حاصل نہیں ہوتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ:لوگوں کو نصیحتیں اور وعظ قبول کرنے پر مجبور کرنا پیغمبر کے فرائض اور ذمہ داریوں میں سے نہیں ہے،

"لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ"، (صَطَرَ) و (سَطَرَ) کا ایک ہی معنی ہے (مفردات) و (سیطر) کا معنی عہدے والا اور مسلّط شدہ کا ہے (مقایس اللغہ)

دوسرا مسئلہ اس آیت کو سمجھنے میں یہ ہے کہ دین قبول کرنے میں زبردستی نہیں ہے "لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ"

تیسرا نکتہ آیت کی تفہیم میں یہ ہے:کہ لوگوں کی رہنمائی میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید دلچسپی تھی مگر (لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ) کو مدّنظر رکھتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی لوگوں پر تسلط اور غلبہ نہیں چاہتے تھے، آیت مبارکہ کی تاکید غلبہ کی نفی کرتی ہے اور اس کے ساتھ لوگوں کی رہنمائی کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم کوشش اور مسلسل جستجو کو ظاہر کرتی ہے۔

چوتھا نکتہ اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ: لوگوں پر دین کے وعظ و نصیحت کا اثر نہ کرنا، یہ علم الٰہی کی تعلیم، اور ابلاغ کے فریضہ کوساقط نہیں کرتا:(فَذَكِّرْ ۞ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ ۲۱ ۞ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۲۲ ۞) آیت کریمہ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ بعض لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تذکیر سے منہ موڑ لیتے ہیں مگر اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اس صورت میں بھی لوگوں پر خدا تعالیٰ کے دین کی تعلیمات کو مسلط نہ کیا جائے، گذشتہ آیت میں پیغمبرؐ کو "نصیحت کرنے والا" قرار دے کر، اس معاملے میں بھی آپ کو صرف نصیحت کا کام سونپا گیا ہے۔

إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۲۳ ۞	ہاں جس نےمنہ پھیرا اور نہ مانا (23)

سوائے اس کے جو ہدایت سے منہ پھیرے اور رسالت کا انکار کرے، راستہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

پانے سے گریز کرے، اور دلائل سے انکار کرے، اور حق کو جھٹلائے، ایسا شخص حقیقی معنوں میں عذاب اور سزا کا مستحق ہے۔

فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۲۴	تو خدا اس کو بڑا عزاب دے گا (24)

چنانچہ اس کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں داخل کرے گا، یعنی جس نے خدا کی اطاعت سے منہ موڑا اور آیات کا انکار کردیا وہ بڑے عذاب اور آخرت کی شدید سزا سے کبھی بھی خلاصی نہیں پائے گا، وہ ہمارے سامنے دوبارہ ضرور بالضرور آئے گا اورہم اس سے ایک ایک ذرہ کا حساب لیں گے۔

"العذاب الاکبر"

- جسمانی عذاب

- نفسانی اور روحانی عذاب

حق تعالیٰ قیامت کے دن اسے شدید عذاب میں مبتلا کرے گا، انہیں طوقوں اور لوہے کی زنجیروں سے دوزخ کی آگ میں جو بہت گہری ہے عذاب دیا جائے گا، وہ ان سے امن چھین کر ان پر بڑا عذاب لائے گا، عذاب اکبر کیوں؟ کیونکہ ان کا موقف تکبر اور غرور پر مبنی تھا، اس لیے ان کی سزا بھی ان کے عمل کے مطابق ہونی چاہئیے، تکبر انسان کو حق سے دور کردیتا ہے اور ایسا بنادیتا ہے کہ انسان پھر حق بات کو قبول نہیں کرتا۔

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۲۵	بیشک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے (25)

حقیقت یہ ہے کہ سب کا پلٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور سب اسی کی طرف لوٹیں گے۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۲۶	پس ہماری ذمہ داری ہے ان سے حساب لینا (26)

ان سے ان کے اعمال کا حساب لینا اورانہیں ان اعمال کی سزا دینے کی ذمہ داری ہم پر ہے، یعنی سب کو دہان میں رکھیں گے اور ہر ایک کو اس کے اچھے یا بُرے عمل کے مطابق بدلہ دیں گے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیا جنت کی مروج زبان عربی ہے؟

اوپر ہم نے نعمتوں، کھانوں اور اہل جنت کی زندگی کے بارے میں اور جہنمیوں کے کھانے کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کی ہیں، اب ہم اہل جنت کی زبان پر بھی مختصراً لکھیں گے:

شیخ الاسلام ابن تیمیه رحمه الله مجموع الفتاوي جلد چار عقیدے والے حصے میں لکھتے ہیں کہ: یہ معلوم نہیں ہے کہ قیامت کے دن لوگ کس زبان میں بات کریں گے، اور کونسی زبان میں اللہ تعالیٰ کا خطاب سنیں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتایا ہے، یہ درست نہیں ہے کہ وہاں کے لوگوں کی زبان عربی ہے، مجھے نہیں معلوم کی صحابہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف ہے، بلکہ انہوں نے اس مسئلے پر بحث ہی نہیں کی ہے، کیونکہ اس بارے میں بات کرنا فضولیات کا حصہ ہے، لیکن متاخرین کے درمیان کچھ قیل و قال ہوئے ہیں:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ: جنت والے عربی زبان میں بات کریں گے، بعض دوسرے کہتے ہیں: جنتی لوگ سُریانی زبان میں بات کریں گےکیونکہ آدم علیہ السلام کی زبان ہے، لیکن بعض اور لوگوں کا عقیدہ ہے کہ: جنتی صرف اور صرف عربی زبان میں بات کریں گے۔

البتہ ان تمام اقوال کی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ عقل سے اور نہ نصوص سے کوئی ثبوت ہے، بلکہ یہ تمام دعوے ہیں جن کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ اسے بہتر جانتا ہے (مجموع الفتاوي شيخ الاسلام أحمد بن تيمية،جلد4 بخش (العقيدة)

ہم نے کئی بار کہا ہے کہ اسلام میں عبادات اور اس سے متعلقہ مسائل کا تعلق نصوص سے ہے نہ کہ عقل سے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ شریعت میں عبادت کے مسائل کا عقلی پہلو نہ ہو،اس کے برعکس علم ہر روز پوشیدہ رازوں اور اسلامی مسائل اور احکام کی معنویت اور گہرائی کو اس طرح بیان کرتی ہے کہ قرآن کریم کا معجزہ روز بہ روز ثابت ہوتا جارہا ہے، اس سلسلے میں ہم جنت اور جہنم میں استعمال ہونے والے کھانے، لباس اور آلات کے بارے میں بات کرتے ہیں تو:

اسلام اور عقل کے اس ربط اور تعلق کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت اور جہنم میں جو کھانا پینا لباس اور دیگر اشیاء اور نعمتیں ہوں گی جن سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ لوگ استفادہ کریں گے تو جہاں تک میں دین اسلام کو سمجھا ہوں ان مسائل کو دنیاوی مسائل (اشیاء اور نعمتوں کو دنیاوی نعمتیں)بنا کر پیش کیا گیا ہے تاکہ انسان انہیں عالم اسباب یعنی دنیا کے لحاظ سے بہتر طور پر سمجھ سکے ورنہ تو وقت اور اندازے کا کم زیادہ ہونا، بصارت، بصیرت، آنکھ اور دیگر اعضاء سے عالم برزخ اور آخرت کے مشکل اور عمیق معاملات، جنتیوں اور جہنمیوں کی زبان ان کا کھانا وغیرہ انسانی فہم کے مطابق بیان کیا ہے ورنہ الله جانتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ مفاہیم یا یہ سب اشیاء اس مشکل میں عملی اعتبار سے اس طرح کا وجود ہی نہ رکھتی ہوں یا عین وقت پر دیگر ذرائع اور وسائل سے حاصل کیے جائیں.

غذاء، لباس اور دیگر زیب و زینت کے بیان میں جو تشریحات اور مطالب بیان کیے گئے ہیں یہ نصوص شرعی بھی انسان کو سمجھانے کے لیے ہیں اور ان کو یہ بتانے کے لیے ہیں کہ الله تعالیٰ یقینی طور پر اس بات پرقادر ہے کہ جنتیوں، جہنمیوں کو اسی شکل اور ذائقے کے کھانے دے یا ان سے زیادہ اچھی شکل اور بہتر و افضل دے، اور مختلف انداز اور اشکال میں دے کہ جن سے الله بخوبی واقف ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ ان مسائل اور معاملات کو اس صورت میں سمجھنا حتمی نہیں ہے کہ ہم اس وقت کے معاملات اور روابط و تعلقات جو اس وقت ہوں گے اور اس وقت حالات کا جو نقشہ ہوگا اسے انسان موجودہ فہم کے مطابق سمجھ سکےیہ ضروری نہیں ہے۔

اس وقت ان اصطلاحات اور اس طرح کے مفاہیم کی سرے سے ضرورت ہی نہ ہوگی (والله اعلم بالصواب)

کیا دن کی بے برکتی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے؟

بہت سارے لوگ دن اور رات کی بے برکتی کو قیامت کی علامات میں سے سمجھتے ہیں، اکثر و بیشتر نبی کریم صلی الله علیہ وسلم کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور پھر خاص طور پر صحیح بخاری کے حدیث نمبر: 1036 جو حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:(لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ، وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ، وحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ) ترجمہ: "قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ یہ علامات ظاہر نہ ہوں: علم کا اٹھایا جانا، کثرت سے زلزلہ آنا، زمانہ کا باہم قریب ہونا، فتنوں کا ظاہر ہونا اور فساد کی کثرت اور فساد سے مراد قتل ہے، اور تم لوگوں میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

مال و دولت کا بے حد زیادہ ہونا"

امام احمد ؒ حدیث: 10260 میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، فَتَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَيَكُونَ الشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَتَكُونَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَيَكُونَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ، وَتَكُونَ السَّاعَةُ كَاحْتِرَاقِ السَّعَفَةِ) ترجمہ: "قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ قریب ہوجائے گا، سال ایک مہینے کے برابر ہوجائے گا، جب کہ ایک مہینہ ایک ہفتے کے برابر اور ایک دن ایک گھنٹے کے برابر ہوجائے گا"

ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے، البانی ؒ نے الجامع الصحیح (7432)میں اسے صحیح قرار دیا ہے،اور ساعت (گھڑی)کھجور کے ٹہنیوں میں آگ لگنے کی مانند ہو، یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قیامت کی علامات میں سے زمانہ کا باہم قریب ہونا ہے، زمانے کی نزدیکی کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے، اوراس بارے میں بہت سارے اقوال ہیں، ان میں سے سب سے بہترین قول یہ ہے کہ: زمانے کے نزدیک ہونے کو حسّی اور معنوی نزدیک ہونے پر محمول کرتے ہیں۔

معنوی نزدیکی:

معنوی نزدیکی یا روحانی نزدیکی کا مطلب یہ ہے کہ زمانے کی برکت ختم ہوجائے گی اور یہ آنے والے زمانے میں واقع ہوگا، اس قول کو قاضی عیاض، نووی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔

نووی کہتے ہیں: دن کے چھوٹے ہونے کا مطلب اس کا بے برکت ہونا ہے، مثال کے طور پر پورا دن گزرجاتا ہے لیکن ہم اس سے ایک گھنٹے کے برابر فائدہ لیتے ہیں۔

حافظ کہتا ہے کہ: حقیقت یہ ہے کہ اس سے مراد تمام چیزوں سے برکت کا ختم ہونا ہے، حتی کہ زمانے سے بھی جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

معنوی نزدیکی سے دور دراز مقامات کے درمیان رابطے کی آسانی اور ان فاصلوں کے درمیان سفر کی تیزی بھی مراد لی جاسکتی ہے، جسے وقت کی قربت سے تعبیر کیا جاتا ہے، گزشتہ زمانے میں جو فاصلے کئی مہینوں میں طے کیے جاتے تھے، مبالغہ نہیں ہوگا کہ اگر ہم یہ کہیں کہ آج کے زمانے

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں وہ چند گھنٹوں میں طے ہوجاتے ہیں۔

شیخ ابن باز فتح الباری(522/2)کی تعلیق میں کہتے ہیں کہ: حدیث میں جو نزدیکی ذکر ہوئی ہے اس نزدیکی سے مراد ہے شہروں، ملکوں کے درمیان، ہوائی جہازوں اورنقل و حمل کے دیگر وسائل کی اختراع کی وجہ سے فاصلوں کی کمی ۔

حسی نزدیکی:

اس سے مراد یہ ہے کہ وقت کا مختصر ہونا محسوس ہوگا، دن اور رات کے اوقات تیزی سے گزر یں گے اور ان اوقات اور گھڑیوں کے درمیان فاصلہ نہیں ہوگا، اس کا واقع ہونا غیر ممکن نہیں ہے، اس کی تایید کے لیے دجال کے زمانے کی طرف اشارہ کرسکتے ہیں، کہ اس میں ایک دن سال، مہینے اور ہفتے کے برابر طویل ہو گا، خلاصہ جس طرح دن لمبے ہوتے ہیں اسی طرح چھوٹے بھی ہوں گے کہ جس کی بنا پر دنیا کے نظم و ضبط میں خلل واقع ہوگا اور دنیا انتہاء کے قریب ہوگی۔

حافظ "الفتح"میں ابن جمرہ سے نقل کر تے ہیں: حدیث (لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ) میں زمانے کے نزدیک ہونے سے مراد زمانے کا چھوٹا اور مختصر ہونا ہے، اس حساب سے چھوٹا ہونا حسّی ہونا چاہئیے اور معنوی معنی بھی لیے جاسکتے ہیں، لیکن حسی میں فاصلہ مقصود نہیں ہوتا، شاید یہ ان امور میں سے ہو جو قیامت کے قریب ہوں گے، لیکن معنوی لحاظ سے وہ فاصلہ اور مدت مراد ہے جسے علماء جانتے ہیں، اگر دنیا والے بھی سمجھدار اور عقل مند ہوں تو جان لیں گے کہ وہ پہلے کی طرح جو بڑے بڑے کام کرتے تھے اب وہ نہیں کرسکیں گے، اس کی وجہ سے وہ شک اور تردد میں مبتلا ہوں گے لیکن اس کی علت کو نہیں سمجھیں گے، اس کی وجہ شاید ایمان کی کمزوری ہے جو کھلم کھلا خلاف شرع کام کرنا اور حد سے زیادہ سخت اور بدتر وہ کھانا ہے جس کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ وہ حرام ہے، اور بہت سارے لوگوں کو حلال و حرام سے کوئی سروکار نہیں ہے، بس اس کی تلاش اور حاصل کرنے میں تمام تر کوشش کریں گے، اور اپنی عقل سے کام نہیں لیں گے۔

بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وقت، روزی اور زمینی پیداوارمیں برکت پختہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایمان اور خدا کے احکام کی اطاعت کرنے اور اس کے نواہی سے بچنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:(وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)(اعراف:۹۶) ترجمہ: "اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقوی کی روِش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے"

سیوطی الحاوی للفتاوی (44/1) میں مذکورہ حدیث کے معنی کے بارے میں کہتے ہیں: "کہا گیا ہے کہ اس چھوٹے ہونے سے مراد حسی طور پر ہونا ہے، رات اور دن اوقات قیامت قائم ہونے کے قریب چھوٹے ہوجائیں گے یہ بھی کہا گیا ہے کہ معنوی طور پر ہوتا ہے کہ اس سے مراد زمانے کا تیزی سے گزر جانا اور تمام چیزوں سے برکت کا ختم ہوجا نا مراد ہے یہاں تک کہ زمانے سے بھی، دیگر اقوال بھی اس بارے میں موجود ہیں-واللہ اعلم۔

یہ تین اقوال: برکت کا اٹھ جانا، رابطے کی سہولت، نزدیک ہونا حسی صورت میں کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، اور یہ حدیث ان تینوں پر دلالت نہ کرے ایسے کسی مانع پر بھی کوئی دلیل نہیں ہے، بہت سارے اقوال زمانے کے بارے میں کہے گئے ہیں لیکن ان دلائل میں وہ قوت نہیں ہے جو مذکورہ اقوال میں ہے:

مثلاً خطابی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب زندگی کا لطف اٹھانا ہے، حافظ اسی کا قول ذکر کرکے کہتا ہے: کہ خطابی کی بات کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہدی کے ظہور کا وقت ہوگا، جب زمین پر سچائی کا ظہور ہوگا، (انصاف کامیاب ہوگا) انصاف کا بول بالا ہوگا، اور لوگ زندگی سے لطف اندوز ہوں گے، اور اس کی مدت مختصر ہوگی، اور لوگوں کی خوشی کے دن تھوڑےعرصے میں گذر جائیں گے، اگر اس کی مدت زیادہ عرصہ رہے تو وہ ناگوار اور ناپسند ہوجائےگی، نتیجتاً اس کی مدت کم ہوگی۔

پھر حافظ کہتا ہے کہ: میں کہتا ہوں کہ اس میں جو بات خطابی نے بیان کی ہے وہ تاویل میں گئی ہے، کیونکہ زمانہ اور وقت میں کمی نہیں ہوتی، ورنہ حدیث کی ضمانت دینے والا اس کو ہمارے زمانے میں وجود میں لاتا، نتیجتاً اس حدیث سے ہم وقت میں کمی کے بجائے دنوں کے جلدی گزرنے کو سمجھتے ہیں، کیونکہ ہمارے زمانے کا پچھلے زمانے سے کوئی فرق نہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، اور اس حدیث سے مراد زندگی سے لطف اندوز ہونا نہیں ہے، سچ یہ ہے کہ اس سے مراد برکت کا ختم ہوجانا ہے۔

ابن بطال کہتے ہیں: اس سے مراد انسانوں کے عمر کا نزدیک ہونا ہے عبادت کی کمی کی وجہ سے، یہاں تک کہ گناہوں اور فسق و فجور کے غالب آجانے، اور مفسد انسانوں کے غالب ہونے پر، کوئی نہیں ملے گاکہ نیکیوں کا حکم کرے یا برائیوں سے روکے، مگر یہ تاویل حدیث کے ظاہری معنی کے خلاف ہے، اس جملے کی تردید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے فرماتے ہیں: (لا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، فَتَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ..الح) اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد زمانے کا نزدیک ہونا ہے نہ کہ انسانوں کی عمر کی مدت۔

اس موضوع کی تفصیل کے لیے مراجعہ فرمائیں: فتح الباری کی طرف(21/13)شرح حدیث رقم(7061) اتحاف الجماعۃ للتجویری(497/1) "السنن الواردة فی الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها" لأبي عمرو عثمان الداني، تحقيق د/ رضاء الله المباركفوري. "أشراط الساعة"للوابل (صفحه 120)۔

جنت میں پرندوں کی موجودگی

روایات کے مطابق جنت میں ایسے پرندے اور جاندار موجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کے بارے میں جو جنتیوں کی غذاء میں شامل ہوں گی فرماتا ہے: (وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٢١) (سورة الواقعہ:21) ترجمہ: "اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے"

سنن ترمذی میں حضرت انس ؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ: کوثر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کوثر کیا ہے؟ فرمایا: (ذاك نهر اعطانيه الله، اشد بياضاً من اللبن و احلى من العسل فيه طير اعناقها كاعناق الجزر، قال عمر: ان هذه لناعمة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكلتها انعم منها) ترجمہ: "جنت میں ایک نہر ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے: دودھ سے زیادہ سفید ہے، اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے، اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردن کی طرح لمبی ہیں۔"

(c) ketabton.com: The Digital Library

عمر ؓ نے کہا: پھر تو یہ شترمرغ ہونا چاہئیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا کھانا شترمرغ سے زیادہ بہتر ہے۔(مشکاۃ المصابیح (91/2)

ابو نعیم "حلیہ" میں اور حاکم "مستدرک" میں ابن مسعود ؓ سے نقل کرتے ہیں: (جاء رجل بناقة مخطومة، فقال: یا رسول الله، هذه الناقة فی سبیل الله، فقال: لك بها سبعمائة ناقة مخطومة من الجنة) ترجمہ: ایک آدمی نکیل شدہ اونٹی لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹنی اللہ کے راستے میں صدقہ کے لیے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے اس کے بدلے میں جنت کی سات سو اونٹنیاں ہوں گی، سب کی سب مہار والی ہوں گی۔

صحیح مسلم میں ابو سعود انصاری سے اس طرح مروی ہے: (لك بها یوم القیامه سبعمائة ناقة كلها مخطومة) ترجمہ: "قیامت کے دن اس اونٹنی کے بدلے سات سو نکیل شدہ اونٹنیاں تجھے دی جائیں گی"

خمر یا جنت کی شراب

ان مشروبات میں سے جو خدا اپنے فضل سے جنت والوں کو عطا کرتا ہے ایک "خمر" ہے، جنت کی "خمر" ان تمام عیوب اور نقصانات سے پاک ہے جو دنیا کی شراب میں ہے، دنیا کی شراب عقل کوزائل کردیتی ہے، سر اور پیٹ میں تکلیف پیدا کرتی ہے، اور مہلک امراض کا سبب بنتی ہے، بعض اوقات اس کے رنگ اور بناوٹ میں نقائص ہوتے ہیں، لیکن جنت کی خمر اور شراب ان تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہے، جنت کی شراب: چمکدار، شفاف اور خوبصورت ہوگی(يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍۭ ۝۴۵ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۴۶ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝۴۷)(الصافات:45 تا 47) ترجمہ: "شراب لطیف کے جام کا اُن میں دَور چل رہا ہوگا۔ جو رنگ کی سفید اور پینے والوں کے لیے(سراسر)لذت ہوگی۔ نہ اُس سے دردِ سر ہو اورنہ وہ اس سے مہ ہوش ہوں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کی خوبی اور اس کا حُسن بیان کیا ہے اور پھر فرمایا کہ: شراب پینے والا بغیر اس کے کہ اس کی عقل میں کوئی خلل پیدا ہو اس سے لطف اندوز ہوگا:(وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۱۵) (محمد:15) ترجمہ: "اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے (سراسر) لذت ہے"

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور جنت کے شرابوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ پینے والے اس کے پینے سے بیمار نہیں ہوں گے: (لَا فِيۡهَا غَوۡلٌ وَّلَا هُمۡ عَنۡهَا يُنۡزَفُوۡنَ۝۴۷) (الصافات:47) ترجمہ: "نہ اُس سے دردِ سر ہو اورنہ وہ اس سے مہ ہوش ہوں گے"

(يَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ۝۱۷ بِاَكۡوَابٍ وَّاَبَارِيۡقَ۝ وَكَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِيۡنٍ۝۱۸)(الواقعہ:17-18) ترجمہ:"نوجوان خدمت گذار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے اُن کے آس پاس پھرینگے۔ یعنی آب خورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر۔"

ابن کثیر مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں: انہیں سر درد نہیں ہوگا اور ان کی عقلوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔

ضحاک ابن عباس ؓ سے نقل کرتے ہیں:(فی الخمر اربع خصال: السکر، الصداع، القیء و البول، فذکر الله خمر الجنة، ونزهها عن هذه الخصال) ترجمہ: "نشہ، سردرد، قئی اور الٹی، اور پیشاپ کا آنایہ دنیا کی شراب میں ہیں، لیکن خدا نے جنت کے مشروبات کو ان عیوب سے پاک قراردیا ہے"،(تفسیر ابن کثیر:514/6)

خدا تعالیٰ دوسری آیت میں جنت کی شراب کی صفت میں فرماتے ہیں:(يُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِيۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍۙ۝۲۵ خِتٰمُهٗ مِسۡكٌ ۝ وَفِىۡ ذٰلِكَ فَلۡيَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَؕ۝۲۶)(المطففین:25-26) ترجمہ:"اُن کو خالص سربمہر شراب پلائی جائے گی جس کی مُہر مشک کی ہوگی تو (نعمتوں کے) شائقین کو چاہئیے کہ اسی میں رغبت کریں۔"

خدا نے اس شراب کی دو صفتیں بیان کی ہیں: سب سے پہلی یہ کہ مختوم ہے، یعنی مہر لگی ہوئی ہر قسم کی ملاوٹ سے محفوظ، اور دوسری یہ ہے کہ جو لوگ اس کو پئیں گے تو اس میں کستوری خوشبو محسوس کریں گے۔

جنت میں شہوت اور جماع

قابل ذکر بات یہ ہے کہ روایات میں بتایا گیا ہے کہ جنت میں انسانوں کے لیے ہر لذت موجود ہے، جس میں سے کھانا پینا، شہوت اور جنسی لذت، لہذا جنت میں شہوت اور جماع ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دوسرے کیا کہتے ہیں، وہ وحی سے نابلد یا لاتعلق یا منکر ہیں، اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

(c) ketabton.com: The Digital Library

وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا کہ جنت میں جماع (ہمبستری) اور لذت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو اپنی امت کے لیے بیان فرمایا۔ جیسا کہ فرماتا ہے:(إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالشَّهْوَةِ وَالْجِمَاعِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: فَإِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ تَكُونُ لَهُ الْحَاجَةُ؟! قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَاجَةُ أَحَدِهِمْ عَرَقٌ يَفِيضُ مِنْ جِلْدِهِ فَإِذَا بَطْنُهُ قَدْ ضَمُرَ) (رواه أحمد برقم 18509، والدار مي برقم 2704) ترجمہ: "بے شک اہل جنت میں سے ہر ایک آدمی کو کھانے پینے، شہوت اور جماع کے لیے (دنیا کے) سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی تو ایک یہودی نے کہا کہ جب ایک آدمی کھائے گا پئیے گا تو اسے قضائے حاجت بھی ہوگی؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی حاجت خوشبودار پسینے کی صورت میں ہوگی، جو ان جلد سے مشک کی طرح نکلے گا اور اس کا پیٹ ہلکا ہوجائے گا"

پس جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جنت میں شہوت اور جماع کے ہونے کی تصدیق کرتا ہے، دوسروں کی بغیر ثبوت کی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں، ہم صرف اپنے نبی کی پیروی کریں گے اور انہی کی باتوں کی تصدیق کریں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ خود قرآن کی آیات میں حور العین کے وجود کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیاہے کہ وہ جنتی مردوں کی بیویاں ہوں گی:(كَذَٰلِكَ ۝ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝٥٤)(دخان:54) ترجمہ:"(وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا)اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی گورے رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے بنائینگے۔"

یعنی ہم ان کو حورعین کے ساتھ جوڑے بنائیں گے جن کو ان کے لیے حلال بنایا ہے، ان کی عزت اور اکرام کریں گے، اس طرح کہ ان سے کوئی بھی جتنی تعداد میں حورعین چاہیں گے انہیں دستیاب ہوں گی، اور "وَزَوَّجْنَاهُم" (ہم بیویاں بنائیں گے) کی تفسیر جنتیوں کا حورعین کے ساتھ جماع کی دلیل ہے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ:جنت میں جماع کی وجہ سے کوئی اولادتولّد نہیں ہوگی، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ

(c) ketabton.com: The Digital Library

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَكُونُ لَهُمْ فِيهَا وَلَدٌ) یعنی: ابی زرین العقیلی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کے لیے وہاں کوئی اولاد نہیں ہوگی۔(یہ حدیث امام بخاری کی تایید میں مسند احمد میں آیا ہے(15773)

کیا عورتوں کے لیے بھی حوریں ہیں؟

حور کا لفظ "سفیدی" سے لیا گیا ہے بمعنی "سفید عورتیں" اور لفظ "عین" یعنی: "کشادہ آنکھیں" اور یہ اصطلاح صرف عورتوں کے لیے استعمال ہوئی ہے، جیسا کہ دنیا میں مرد عورتوں کے ہاتھ مانگنے کے لیے جاتے ہیں تو مرد طالب ہیں اور عورتیں مطلوب، اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنتی حوروں کا ذکر فرمایا تاکہ ان کا شوق بڑھ جائے، لیکن جنسی مسئلہ ایک ایسی چیز ہے کہ بشر کی خواہش (چاہے مرد ہو یا عورت) کا اس کی طرف میلان ہے، اس لیے لازماً عورتوں کے لیے بھی جنت میں مرد موجود ہیں جیسا کہ شرعی نصوص میں واضح طور پر حور اور غلمان کے بارے میں بتایا گیا ہے، ان غلمان کو بعض نافہم لوگ اور مرد (مردوں کو بالادست جاننے والے) حضرات صرف مرد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور جنت میں عورتوں کی مراعات، اور حقوق کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتے، اس بنا پر اگر عورت جنت میں دنیا سے اس حالت میں جا کے داخل ہوکہ غیر شادی شدہ ہو، یا شادی شدہ ہو اور اس کے شوہر دوزخی ہو، اور وہ مرد جن کی دنیا میں بیوی نہ ہو یا ان کے بیویاں دوزخی ہوں تو ان مردوں اور عورتوں کی آپس میں شادی کروائی جائے گی۔

جنت میں کسی بھی قسم کی کوئی ممانعت نہیں ہے، جس چیز کی دل خواہش کرے اسے پالے گا چاہے مرد ہو یا عورت، جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جنت میں ایسی چیزیں موجود ہیں جن کو نہ کسی نے دیکھا اور نہ سنا ہے، اور نہ ان کا کسی بشر کے دل میں خیال گزرا، چنانچہ بندوں پر لازم ہے کہ خود کو اعمال صالحہ سے آراستہ کرکے وہاں پہنچیں، اور پھر ایسی چیزوں کا مشاہدہ کریں گے جو انسان کے ذہن اور دماغ میں نہیں آسکتیں۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے ایک حدیث مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَينٌ رَأَت، ولاَ أُذُنٌ سَمِعت ولاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، واقْرؤُوا إِنْ شِئْتُم: فَلا تَعْلَمُ نَفْسٌ ما أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جزاءً بِما كَانُوا

(c) ketabton.com: The Digital Library

يعْمَلُونَ)(سوره السجده:17)(متفق علیہ)

ترجمہ: "اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں خیال گزرا، ان نعمتوں کے علاوہ جن پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مطلع کردیا ہے"

پھرفرمایا چاہو تویہ آیت پڑھو: "کسی کو معلوم نہیں کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے"(سورہ سجدہ:17)

خدا تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:(وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ)(سورہ فصلت:31) ترجمہ: "اورو ہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گاتم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے (موجود ہوگی) "

اور فرمایا:(وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ)(سورہ زخرف:71) ترجمہ:"اور وہاں جو جی چاہےاور جو آنکھوں کو اچھا لگے(موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت)تم اس میں ہمیشہ رہو گے"

جنتی غلمان:

جنت میں اہل جنت کے لیے "خوبصورت لڑکوں" کا جو وعدہ کیا گیا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اہل جنت ان کے ساتھ قوم لوط کا عمل کریں گے، کیونکہ جنت ان خبائث اور برائیوں سے پاک ہے، اور یہ برا فعل جنت میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ طور میں اہل جنت کے متعلق فرماتے ہیں:(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۝ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۝٢١ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ۝٢٢ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ۝٢٣ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۝٢٤) (سورہ طور:21-24) ترجمہ:"اور جو لوگ ایمان لائےاور ان کی اولاد بھی(راہِ) ایمان میں ان کے پیچھے چلی۔ ہم ان کی اولاد کو بھی اُن (کے درجے) تک پہنچا دینگے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے۔ اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

جس طرح کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم ان کو عطا کریں گے۔ وہاں وہ ایک دوسرے سے جام شراب لیا کرینگے۔ جس (کے پینے) سے نہ ہذیان سرائی ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات۔ اور نوجوان خد متگار (جو ایسے ہونگے)جیسے چھپائے ہوئے موتی، ان کے آس پاس پھریں گے۔"

قرآن میں ان نوجوانوں کو غلمان کہا گیا ہے، لیکن معلوم ہوجانا چاہئیے کہ ان نوجوانوں کا فرض جنت والوں کی خدمت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ"خوب رو" نوجوان پیالے، پھلوں اور نعمتوں کے ساتھ جنت والوں کے اردگرد گھومیں گے، وہ صرف خدمت کرنے اور آنے جانے میں مصروف ہوں گے، اور وہ نوجوان اپنے حسن و جمال، چمک دمک اور صفائی میں موتیوں کی مانند ہوں گے، یعنی یہ سیپ کے پردے میں چھپا ہوا ہے اور سیپ کے اندر محفوظ ہے، اور کسی ہاتھ نے اسے چھوا نہیں ہے، گورے، خوبصورت آنکھیں، اور خوش باش۔

قتادہ ؓ سےایک حدیث مروی ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! خدمت کرنے والا (خود جنت میں) موتی کی مانند ہے، پس وہ بندہ کیسا ہوگا جس کے یہ خادم خدمت کریں گے؟ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان دونوں کے درمیان فضیلت ایک دوسرے پر چودھویں رات کے چاند کی فضیلت کے مانند دوسرے ستاروں پر ہے"۔(انوارالقرآن)

اس لیے جنت میں خوبصورت نوجوانوں کا ہونا اہل جنت کے لیے جنسی طور پر لطف اندوز ہونے کی دلیل نہیں ہے، اور کوئی بھی اس قبیح اور غیر فطری فعل کی توجیہ نہیں کرسکتا سوائے ہم جنس پرستوں کے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان نوجوانوں کے وجود کا دنیاوی شرعی احکام سے کوئی تعلق نہیں ہے، تاکہ وہ آدمی چاہے ان کا حوالہ دے کر ان کے ساتھ بد فعلی اور ہم جنس پرستی کے جائز ہونے کی توجیہ پیش کرے۔

دنیاوی عورتوں کا حوروں میں تبدیل ہونا

عورتیں بعد از مرگ جب جنت میں داخل ہوں گی تو حور میں تبدیل نہیں ہوں گی، بلکہ جنت کی حوریں دنیا کی عورتوں سے مختلف ہیں، جیسا کہ قرآن کریم جنت کی حوروں کے بارے میں فرماتا ہے:(فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

(c) ketabton.com: The Digital Library

إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۝۵۶)(سورہ رحمٰن:56) ترجمہ:"اُن میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جِنّ نے۔"

یہ معنی ان لوگوں کے قول کی نفی کرتا ہے جو کہتے ہیں:حوریں وہی دنیاوی بیویاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بڑھاپے کے بعد دوبارہ جوان بنادے گا، جی ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مؤمن عورتوں کو جوانی کی عمر دے کر جنت میں داخل کرے گا، لیکن وہ ان حوروں کے علاوہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا۔

قرآن کریم جنتی عورتوں کے حسن و جمال کے بارے میں فرماتا ہے:(وَحُوْرٌ عِيْنٌ۝۲۲ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۝۲۳) (سورۃ الواقعہ:22-23) ترجمہ:" اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے (حفاظت سے) رکھےہوئے (آب دار) موتی۔"

مکنون کے معنی: پوشیدہ اور محفوظ ہے، یعنی سورج کی روشنی نے ان کا رنگ تبدیل نہیں کیا ہے، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے جنتی حوروں کو یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا، يأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ، وَاللهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا)(مسلم :2833) یعنی:" جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن لوگ آئیں گے، شمال کی ہوا چلے گی تو ان کے چہروں اور لباس سے ہوتے گزر جائے گی اور اس سے ان کا حسن و جمال مزید بڑھ جائے گا، اور وہ جب اپنے اہل خانہ کے پاس واپس آئیں گے تو اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوچکا ہوگا، ان کے اہل خانہ ان سے کہیں گے، اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے جانے کے بعد آپ کے حسن و جمال میں اضافہ ہوگیا ہے، تو وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! تمہارا بھی حسن و جمال ہمارے جانے کے بعد بڑھ گیا ہے"

اور جنت میں عورتیں اپنے دنیا کے شوہروں کے ساتھ ایسی ہوں گی، جیسا کہ فرماتا ہے:(اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ۝۷۰) (سورہ زخرف:70) ترجمہ:

(c) ketabton.com: The Digital Library

"(ان سے کہا جائے گا) کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت (و احترام) کے ساتھ بہشت میں داخل ہوجاؤ"

اگر کسی عورت کا شوہر جہنمی ہو تو اس صورت میں وہ عورت کسی جنتی مرد کے عقد نکاح میں آجائے گی، اسی طرح اگر کوئی عورت دنیا میں شادی سے پہلے فوت ہوگئی تو جنت میں کسی ایسے مرد سے شادی ہوجائے گی جو دنیا سے شادی کے بغیر چلا گیا۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ: دنیا میں عورت درج ذیل حالات میں سے کسی ایک حالت میں ہوتی ہے:

1 - شادی سے پہلے (کنواری حالت میں) فوت ہوجائے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا سے کوئی شوہر معین کرے گا، ایسا شوہر جو اس عورت کا پسندیدہ ہو، کیونکہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک میاں بیوی کی قربت ہے، اور یہ نعمت صرف ایک کے لیے نہیں، بلکہ دوسرے کے لیے بھی ہے۔
2 - طلاق کے بعد اور دوسرے شوہر سے نکاح کیے بغیر فوت ہوجاتی ہے تو اس صورت میں بھی مذکورہ بالا حکم ہے، یعنی: اللہ تعالیٰ دنیا سے ہی اس کے لیے اس کی خواہش کے مطابق شوہر عطا کرے گا۔
3 - عورت کا شوہر ہے، لیکن دوزخی ہونے کی بنا پر اس کے ساتھ جنت نہیں جائے گا، اس صورت میں وہ مرد جنہوں نے اس دنیا میں شادی نہیں کی یا ان کی بیویاں جہنمی ہیں، ان عورتوں کے ساتھ نکاح کریں گے۔
4 - شادی کے بعد میاں بیوی مرجائیں تو اس صورت میں وہی دنیا والا شوہر جنت میں بھی ا س کا شوہر ہوگا۔
5 - اس کا شوہر مر جاتا ہے اور وہ مرتے دم تک بغیر شوہر کے بیوہ رہتی ہے تو اس صورت میں بھی اس کا شوہر وہی دنیا والا شوہر ہوگا۔
6 - اس کا شوہر مرجاتا ہے اور اس کے ساتھ دوسرا مرد شادی کر لیتا ہے، تو اس صورت میں اگر گذرتے زمانے کے ساتھ اس نے دنیا میں یکے بعد دیگرے کئی شادیاں کیں تو جنت میں اس کا شوہر اس کا آخری والا شوہر ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(المرأة لآخر أزواجها) (صحيح - سلسلة أحاديث صحيحة ألباني)

حذیفه ابن یمان نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تم چاهتی هو که جنت میں بھی تیرا شوهر رهوں تو میری موت کی بعد کسی اور سے شادی مت کرنا، کیونکه

(c) ketabton.com: The Digital Library

جنت میں عورت اپنے آخری شوھر کے حصّے میں آئےگی ، اگرچه یکے بعد دیگرے کئی شوھر کرلے، اس وجه سے الله تعالی نے پیغمبر کے بیویوں سے اس کے بعد شادی کرنے کو حرام قرار دیا، کیونکه وه سب جنت میں پیغمبر کی بیویاں ھوں گی، یه تها ایک عورت کا مقام دنیامیں، اور ان میں سے ھرایک حالت کے مقابل جنت میں، پس کوئی بهی جنت میں جوڑے کے بغیر نهیں رھے گا۔

جنت میں حوروں کا حجاب

سب سے پهلے یه جان لیناچاھیے که ھم انسان بهت سے غیبی امور کو سمجھ نہیں سکتے، اس لیے الله تعالی نے وه خبریں اپنے نبی کو نهیں بهیجیں چنانچہ جوھم پر واجب ھے وه یه ھے که ھم ان پرایمان لائیں اور زیاده تجسّس سے گریز کریں۔
جیساکه ھم نے کہا کہ اُس جہاں میں معاملات کی نوعیت، اور کیفیت اور امور کی تفصلات الله تعالی کے وسیع اور بے انتها امکانات کے ساتھ اس طرح هوگی که ھم اس کا یقینی تصور نهیں کرسکتے، اور بهت سے تصورات اور اھداف بهتر اور خوب تر دوسرے طریقے سے فراھم کیے جاسکتے ہیں، یا کچھ مفاھیم اور تصورات اور پهلوؤں پر اس وقت غور کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے، یا وه ھمارے تصورکی شکل میں موجود نه ھو، اس کےساتھ ھم نے اس موضوع میں بعض شرعی نصوص روایات کچھ واقعات کےساتھ میں آپ کو شریک کیا۔

دوم: جنت میں کوئی برائی اور بُری نظرنهیں هوگی، اور جو لوگ اس میں داخل ھوں گے ان کے دلوں میں بهی کوئی ایسی بیماری نہیں ہوگی کہ جس کی بنا پر وه عورتوں کے پیچهے گهومتے رہیں بلکه جنت عزت کی جگه ھے وہاں کوئی برائی نهیں ھے اور نه کوئی حرام شهوت ھے ۔
دوسرانکته یه ھے که جنتی حور جس شخص سے شادی کے لیے تیار کی گئی ہوگی اس کاکسی دوسرے آدمی سے نہ رابطه ہوگا اور نہ ہی اس شخص کے علاوه کوئی اور اس حور سےاستفاده کرسکے گا۔

عبدالرحمن سعدی سوره صافّات کی آیت "48" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
"وعندھم قاصراتُ الطّرف" (صافات: 48) اهل جنت اپنی پهلوؤں میں خوبصورت حوریں رکهتے ھیں جو ھرقسم کے عیب اور برائی سے پاک ھیں، بڑی آنکهوں والی نیچی نظر والی، "قاصِرَاتُ الطَّرف" یعنی : وه حوریں صرف اپنے

(c) ketabton.com: The Digital Library

شوھروں کی طرف دیکھیں گی، دوسروں کی طرف نھیں ، کیونکه وه پاکدامن ھیں، دوسروں کی طرف نظر یں نھیں اٹھائیں گی، اس وجه سے که ان کے شوھر خوبصورت اور کامل ھوں گے، وه جنت میں اپنے شوھروں کے علاوه کسی کو نھیں چاھیں گی ، صرف ان کی طرف میلان رکھیں گی، اس کا مطلب یه ھے که اس کا شوھر بھی اسی کی طرف نظریں جمائے رہے گا، یه اس بات پر دلالت کرتا ھے که جنتی عورت خوبصورت اور کامل ھے، اس کے حسن کی وجه سے اس کا شوہر صرف اسی کو دیکھے گا، اور نگاه کا صرف اس کی طرف منحصر ھونا اس بات کی دلیل ھے که ان کی محبت ایک دوسرے تک ہی محدود ھوگی، دونوں معنی درست ھونے کا امکان ھے۔

یه سب دلائل جنتی مرد اور عورت کے حسن پردلالت کرتے ھیں، اور یه بتاتے ہیں که وه ایک دوسرے سے محبت کریں گے، کوئی بھی اپنی بیوی کے علاوه کسی اور سے محبت کرنا نھیں چاھے گا، یه ان سب کی سخت پاکدامنی کی طرف اشاره ھے، اس سے یه بھی ظاھر ھوتاھے که وه حسد نھیں کریں گے اور وھاں رنجیش نھیں ہوں گی، کیونکه حسد اور کینه کی کوئی وجه نھیں ھوگی، سوره رحمن کی آیت "56" کی تفسیر میں لکھاھے: "قاصراتُ الطَّرف" یعنی ان محلوں میں ایسی حوریں ھیں جو آنکھیں جمائی ھوئی ھیں۔

اس کا مطلب یه ھے که ان کی نظریں صرف اپنے شوھروں پر ھوں گی، کیونکه ان کے شوھر بھت خوبصورت اور اچھے ھوں گے، اور وه ان سے پوری طرح محبت کریں گے، ان کے شوھر بھی صرف انہی کی طرف دیکھیں گے، کیونکه وه بھی بھت زیاده خوبصورت ھوں گی، اورشوہر سے بھت پیار کریں گی، ان کا میل ملاپ اور باھم ملاقاتیں بھت خوشگوار ھوں گی۔

"لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ" یعنی: ان سے پھلے جنوں اور انسانوں میں سے کسی کی رسائی ان تک نھیں تھی، اور چونکه وه اچھے شوھر بننے کا حق ادا کریں گے، اور ان حوروں میں نرمی ، ناز اور دلبری ھوگی، اس لیے اپنے شوھروں کی پسندیده ھوں گی، اس لیے فرمایا: "كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝٥٨" گویا وه یاقوت اور مرجان ھیں، یه ان کی صفائی اور دلکشی اور حسن کی وجه سے ھے، الله تعالی سوره رحمن کی آیت "72" میں فرماتاھے، "حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ ۝٧٢" وه حوریں (ھیں جو) خیموں میں مستور (ھیں) اس بنا پر که جنت

(c) ketabton.com: The Digital Library

کی حوروں کو شوھروں کے علاوہ کوئی بھی نہیں دیکھ سکے گا، اس صورت میں ان کے لے اپنے شوھروں سے کوئی حجاب نہیں ھے، عام طور پر اس کے بارے میں کوئی نص صریح نہیں ھے، یہ نہیں کھا جاسکتا کہ ان کا حال کیسا ھے، لیکن جو بات یقینی ھے وہ یہ ھے کہ انھیں اپنے شوھروں سے حجاب کی ضرورت نہیں ھے، ایسی کوئی عبارت موجود نہیں کہ جس میں بتایا گیا ہو کہ: مرد دوسری جنتی عورتوں کی طرف دیکھیں گے یا نہیں!

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library